بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

نقشِ آغاز

حق و باطل کی کشمکش تاریخ اقوام و ملل کا ایک مسلسل عمل ہے ہمارے ہاں دیگر فرق باطلہ کی طرح قادیانیت بھی ایک ایسی تحریک ہے جو اپنے آغاز سے "چراغ مصطفویؐ" سے ستیزہ کار رہی ہے۔ امت مسلمہ کے خلاف متواتر ریشہ دوانیوں کے سلسلہ میں ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوے اسٹیشن کا حادثہ پیش آیا مسلمانوں کا پیمانہ صبر جو لبریز ہو چکا تھا چھلک پڑا۔ جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی بھڑک اٹھی اور ۱۹۷۴ء کی عظیم تحریک ختم نبوت کی شکل میں قادیانیوں کو بھسم کر گئی اور امت نے آئینی طور پر بھی جسد ملت کے اس ناسور کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ تب سے لیکر اب تک قادیانی پاکستان میں ختم نبوت کے نام لیواؤں سے انتقام اور دلآزاری کا کوئی علانیہ یا درپردہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

ان دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سیالکوٹ کے ایک مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کا مسئلہ دینی و علمی حلقوں کے تشویش و اضطراب میں دن بدن اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ ۲۰ فروری کو اغوا ہونے والے اس مبلغ ختم نبوت کو آج سو دن پورے ہونے کو ہیں مگر ان کی زندگی یا موت کے بارہ میں حکومت کوئی سراغ لگانے میں ناکام رہی ہے۔ اس معاملہ کی نزاکت اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ کہ اسی مولانا اسلم قریشی پر مرزائی "شاہی خاندان" کے ایک اہم اور بین الاقوامی مہرے جناب ایم ایم احمد پر قاتلانہ حملہ کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور وہ سزایاب بھی ہوئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر بظاہر ایک گمنام اور غیر معروف مبلغ کو اتنا عرصہ تک روپوش رکھا جا سکتا ہے۔ اور ایسے منظم منصوبے کے ساتھ کہ حکومت اپنی ساری مشینری کے ساتھ تاحال بے بس ہے تو یہ انہی "مرزائی ٹولے" ہی کی بڑے پیمانہ پر انتقامی کاروائی ہی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ انتقام نہیں ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مرزائیوں کا ایک "ٹسٹ" اور وہ ایک بار پھر مسلمانوں کی حمیت و غیرت کو آزمانا چاہتے ہیں

مگر ایسا لگتا ہے کہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے قبل کی حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کو بھی اس مسئلہ کی نزاکت و اہمیت کا پورا احساس نہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ ہر فتنہ اولاً ایک چنگاری

ہوتی ہے پھر طوفان بلاخیز بن جاتا ہے۔ صاف بات ہے کہ جب مجلس تحفظِ ختم نبوت اور ملک کی دیگر جماعتیں اور تنظیمیں اس مسئلہ میں مرزائیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کو شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں تو ملک کا کون سا ایسا آئین اور قانون ہے جس نے نبی آخرالزمان ﷺ کے ان باغیوں کو تحفظ دے رکھا ہے۔ مولانا اسلم قریشی کا مسئلہ ان کے اغواء ہونے کے جلد ہی بعد ہم لوگوں نے وفاقی مجلس شوریٰ کے فروری کے اختتامی اجلاس میں تحریک التواء کی صورت میں اٹھایا اس وقت وزیرِ داخلہ نے کہا، کہ حکومت اس معاملہ میں پوری تندہی سے تفتیش کر رہی ہے۔ خود صدرِ محترم بھی اس بارہ میں ایسے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں لیکن اگر مارشل لاء جیسے بااختیار نظامِ حکومت میں ایک مذہبی شخص کا معمہ حل نہیں ہو سکتا تو پھر کوئی بھی اپنی حفاظت و امان کی خیر نہیں منا سکے گا۔ پچھلے دورِ ظلم و ستم میں سیاسی اغواء ہوا کرتے تھے۔ موجودہ حکومت کا دامن ان شرمناک دھبوں سے پاک رہا۔ لیکن اس "مذہبی اغواء" کے تدارک و تلافی میں اگر حکومت ناکام رہی تو اس کے سامنے پچھلے سارے سیاسی داغ دھبے ماند پڑ جائیں گے۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم قرار پانے والے قادیانی جماعت کی سرگرمی افراد و اشخاص تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنے خفیہ کارندوں کے ذریعہ جو سرکاری شعبوں میں مارِ آستین کی طرح مصروف کار رہتی ہے۔ اور وقفے وقفے سے ڈنگ مار کر حکومت اور عام مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب کا سامان مہیا کرتی رہتی ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تعطل یا تنسیخ کے آرڈیننس میں قادیانیت سے متعلق ترامیم کو سبوتاژ کرنے کی خفیہ سازش سے پوری قوم تلملا اٹھی وہ تو خوش قسمتی تھی کہ صدرِ پاکستان نے اسے اپنے فرمان مجریہ ۱۹۸۲ء کے ذریعہ زیادہ جاندار اور موثر طور پر تحفظ دیا پھر پاسپورٹ کے فارموں میں ایسی ہی خفیہ ڈنڈی ماری گئی —— اور اب خبر آئی ہے کہ وفاقی وزارتِ خزانہ کے ایک سرکلر میں بنکوں کے ان کھاتے داروں کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ کر دینے کی ہدایت کی گئی ہے جو "قادیانی مسلم" یا "احمدی مسلم" ہونے کے حلفیہ بیانات داخل کرائیں۔ مسلمانوں کی یہ حیرت اور استعجاب بالکل بجا ہے کہ ایک سرکاری سرکلر میں "قادیانی مسلم" یا "احمدی مسلم" کی اصطلاح کو آخر شرارت یا حماقت یا جہالت کی کونسی قسم پر محمول کیا جائے اس نہایت قابل اعتراض اور ناقابل برداشت جسارت کی کوئی تاویل بھی کی جائے تو کس طرح؟ آخر مسلمانوں کے ساتھ اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کے منصبِ ختم نبوت کیساتھ یہ کھیل اور آنکھ مچولی کب تک جاری رہے گی؟ ہونا تو یہ تھا کہ آئینی ترمیم کے تحت فوری قانون سازی کی جاتی اسلامی اصطلاحات و شعائرِ اسلامی ناموں

اور امتیازات و تشخصات کو استعمال کرنے پر سخت ترین تعزیری سزائیں مقرر کر دی جاتیں۔ مگر اسکی بجائے وقفہ وقفہ سے سرکار والاتبار سے منسلکہ ادارے انہیں "مسلمان" ہونے کے تمغوں سے نوازتے رہے ٹی وی پر ایک سائل پوچھتا ہے۔ کہ نوبل انعام یافتہ "مسلمان سائنسدان" کون ہے؟ جواب میں اس مسلمانی کا قالب قادیانیوں کے نفسِ ناطقہ ڈاکٹر عبدالسلام پر فٹ کرا لیا جاتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق عالمِ اسلام کے مسلمان سائنسدانوں کا سیمنار ہوتا ہے۔ تو ان مسلمان سائنسدانوں کو خصوصی بریفنگ دینے ان کی پذیرائی اور رہنمائی کیلئے ملتِ اسلامیہ پاکستان سے جو "مسلمان" سائنسدان پیش پیش رہتا ہے۔ اس کا نام ہوتا ہے "عبدالسلام" قادیانی۔ الغرض نیکوں کے نام سرکلر میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کارستانی نہیں مگر معاملہ ہے ایسے درپردہ قادیانی اور ان کے بھائی بند دینی حس سے عاری مسلمان کہلانے والے اہل کاروں کو بے نقاب کرنے اور ان کو عبرتناک سزا دینے کا جب تک ایسا نہیں ہوگا ملتِ مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

★

اسلام آباد میں کسی سرکاری وومن ورکنگ گروپ؟ نے ملک کے اقتصادی اور معاشرتی پسماندگی کا حل یہ دریافت کر لیا ہے کہ اگلے پنجسالہ منصوبہ کے دوران عورتوں کے پردے کے خلاف مہم چلائی جائے اور عورتوں کو ملکی معیشت میں فعال کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کونسے لوگ ہیں اور کونسا ورکنگ گروپ ہے۔ ایسی ہی ایک وومن ڈویژن کی سربراہ خاتون نے پچھلے دنوں برقعہ اور چادر کو عورتوں کی صحت کیلئے مضر قرار دیا تھا۔ مگر بے پردگی ایک ایسا گھسا پٹا موضوع ہے کہ جب بھی مغرب نے عالمِ اسلام کے اخلاق و اقدار پر شبخون مارا۔ ان ساری ثقافتی و اخلاقی بربادیوں کا مقدمۃ الجیش یہی مسئلہ بنا رہا۔ اب عالمِ اسلام آزاد ہوا ہے مسلمانوں نے انگڑائی لی ہے مگر عورتوں کے حقوق کی آڑ میں عورتوں پر ظلم و ستم اور خواتین کی عصمت و تقدس کو لوٹنے والے اس اباحیت زدہ طبقہ کا شبخون جاری ہے۔ وہ اسلامی معاشرہ کے ساکن تالابوں میں وقفے وقفے سے اپنی غلاظت کے چھینٹوں سے ارتعاش پیدا کرنے سے نہیں چوکتا۔ نہ وہ "اسلامی انقلاب" کی حقیقت اور اہمیت اور بنیادی تقاضوں کو سمجھتا ہے نہ وہ اتاترک مصطفیٰ کمال اور امیر امان اللہ جیسے "متجددین" کے عبرتناک انجام سے عبرت لیتا ہے یہ طبقہ سمجھتا ہے کہ عورتیں ایسی باتوں سے ننگی ہوں یا نہ ہوں مگر "اسلام کے نام پر جاری جدوجہد" کو کسی طرح پنپنے نہ دیا جائے۔ اگر عورتوں کے اسلامی قانونِ شہادت کے خلاف سڑکوں پر نکلنے والی چند حیا باختہ عورتیں تعزیر و ملامت اور ملک بھر کی غوغا آرائی کا ذریعہ بن سکتی تھیں تو سرکاری حصاروں میں بیٹھنے والے یہ نام نہاد ورکنگ گروپ کیا کسی تعزیر اور سزا کے مستحق نہیں ہیں جو ملک کی کروڑوں عفت مآب خواتین کروڑوں غیور مسلمانوں اور ان کے مذہب "شریعتِ اسلام" کی تذلیل و توہین اور اس سے کھلی بغاوت کا بار بار ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق
۱۵؍ شعبان